جناب ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم صاحب

نبوی اساسیات تعلیم

سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابرکت شخصیت کا ہر پہلو تابناک، روشن اور کائنات کے ہر ذی شعور کے لئے تابہ ابد اسوہ کامل ہی نہیں، بلکہ نجات وفلاح کا معیار اور محور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور معمولات میں اولیت تعلم وتعلیم کو ہی حاصل رہی۔ غار حرا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی اولین الہامی ہدایت بھی "اقرا" ہی ہے۔ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے معلم کی حیثیت کا انتخاب کیا اور فرمایا: "انما بعثت معلما" اللہ عزوجل نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد تعلیم، تزکیہ اور تطہیر ہی متعین فرمایا: "ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ" (۱) بلاشبہ یہ بہت بڑی حقیقت ہے کہ اسلام نے ہی علم کی ضرورت کو محسوس کیا، اس کی ترویج واشاعت کے لئے اقدامات کئے۔ اس کی تحصیل کو لازم ٹھہرایا اور اس کے معلم ومتعلم کا وقار بڑھایا۔ اسلام نے ہی علم کے نور کو عام کیا اور ہر سو روشنی کے سوتے پھوٹے۔ اسلام سے قبل دنیا میں یونان، روم، ہند، چین، مصر اور بابل جیسے مراکز علم تھے مگر خرافات وتوہمات، سحر وطلسم پر مبنی اخلاقیات کے بے عمل دعویدار کہیں محض فلسفہ اور کہیں الہیات، ہئیت اور طلب تک محدود، ملک گیری اور انسانوں کو غلام بنانا ہی علم کا مقصود تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس علم تک صرف دولت مندوں اور خواص کی رسائی تھی، عوام کے لئے اس کے دروازے بند تھے۔ پھر ایک دور ایسا بھی آیا جب مسیحیت نے اپنے پندرہ سولہ سوسالہ دور عروج میں جہالت کو فوقیت دی اور ہر اس چیز کو تاراج کردیا جس سے علم کی ذرا بھی کرن پھوٹتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منصب نبوت عطا ہونے کے اعلان کے بعد پہلا بنیادی کام جو کیا وہ ایک درسگاہ کی تشکیل تھا۔ مکہ میں بنو مخزوم کے معزز سردار حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ پہلی اسلامی درسگاہ اور تعلیمی ادارہ کے طور پر "دارارقم" کے نام سے تاریخ کا بنیادی حصہ قرار پایا۔ دارارقم ہی وہ مرکز تعلیم وتعلم تھا جہاں سے ابوبکر، عمر، عثمان وعلی اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیم وتربیت کا اہتمام خود آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے عظیم المرتبی معلم کی براہ راست نگرانی میں ہوا اور

انہی متعلمین نے پھر دنیا کی امامت وقیادت کے علاوہ علم وعمل کی روشنیوں کو ہر سو بکھیرا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محض علم حاصل کرلینے کا ہی حکم نہیں فرمایا، بلکہ اس کی ترویج واشاعت کی ذمہ داری بھی ہر معلم ومتعلم پر عائد کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" بلغوا عنی ولوآیة " (مجھ سے حاصل ہونے والی خواہ ایک ہی آیت ہو۔ (ہر خاص وعام تک) پہنچادو) سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تحصیل علم کو کسی زمان ومکان کا تابع بھی نہیں بنایا بلکہ مہد سے لحد تک اس کو حاصل کرنے کی ترغیب دی اور یہ تلقین فرمائی کہ شعور کی آنکھ کھولنے کے بعد حیات دنیاوی کے اختتام تک زندگی کا ہر لمحہ تحصیل علم میں بسر ہونا چاہئیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد خداوندی کے مطابق ہمیشہ یہ دعا بھی فرماتے رہتے: " رب زدنی علما " حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون عالم تھا اور ہوگا؟ اسلامی حکومت کے قیام کے بعد مدینہ طیبہ میں پہلے معرکہ حق وباطل غزوہ بدر میں کامیابی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور اہل اسلام کی دیگر تمام ضروریات پر تحصیل علم فوقیت دی اور مسلمانوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا اسیران بدر کی رہائی کا فدیہ قرار دیا۔ نبوی اساسیات تعلیم کا اولین نکتہ یہ تھا کہ علم کامل صرف اللہ عزوجل کو ہی حاصل ہے۔ " فوق کل ذی علم علیم " (۲) یعنی ہر صاحب دانش وبینش پر ایک ذات بالا وبرتر اور کامل علم کی حامل موجود ہے۔ اس نظریہ کی پاسداری انسان کو علمی تکبر اور برتری میں مبتلا ہونے اور خود کو عقل کل سمجھنے سے روکتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: " العلم عنداللہ " (اصل علم تو اللہ ہی کے پاس ہے گویا علم کی اصل بنیاد تو فقط وہی ہے۔ جس کا رابطہ وتعلق علم الہیٰ سے ہو۔ اور اسی رابطہ میں مربوط علم اور اس کی فروعات ہی معتبر ووقیع ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید تعلیم دی کہ علم اللہ اصل ہے بلکہ وہ لامحدود اور ہر چیز پر محیط و وسیع ہے۔ " وسع ربی کل شئی علما " (۳) صدیوں پر محیط انسان کا علمی عروج اور عرفان سب محدود اور نامکمل ہے۔ اصل عالم تو اللہ کی ذات والا صفات ہی ہے۔ اللہ کا علم نہ صرف ظاہر تک ہے بلکہ زمین و آسمان کے باطن اور انسان کے سینوں میں چھپے راز، کائنات کی نظر آنے اور آنے والی حقیقتیں سب اس کے حیطہ قدرت وادراک میں ہیں: " یعلم سرکم وجھرکم " (۴) " یعلم مافی السمٰوات ومافی الارض " (۵) اور نکتہ آخر یہ سمجھایا گیا: " واللہ یعلم وانتم لاتعلمون " (۶) علم کا سرچشمہ، مرکز اور منبع فقط ذات الہیٰ ہے۔ کائنات کا سارا علم اسی کے علم کی چند کرنیں ہیں۔ کائنات اور اہل کائنات کا سارا علم اس کے وسیع اور لامحدود علم کے سامنے بے وقعت ہے اور اصلی علم تو وہی ہے جو اس کے تابع اور زیر اثر ہو، اس کے علاوہ باقی

سب جہالت اور نادانی ہے ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام تعلیم کی دوسری اساس اور نظریہ جو نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا بلکہ اپنے معلومات تعلیم کے لئے اپنایا ، وہ یہ تھا کہ علم وہی معتبر ہے جو نافع ہو اور اس کا مقصود اعلیٰ وارفع ہو ، وہ علم جو حاصل کیا جائے ، محض ورق کتاب تک ہی محدود نہ رہے ، بلکہ اس کا ظہور اوراق حیات پر بھی ہونا چاہئیے۔ علم نافع کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہ دعا سکھائی : " اللھم انی اسالک علما نافعا " آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے علم کو جس سے فائدہ نہ پہنچے ایسے خزانہ سے تشبیہ دی ہے ، جسے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے ۔ " مثل علم لا ینتفع به کمثل کنز لاینفق منه فی سبیل اللّٰه "

(حدیث) مزید برآں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے علم سے پناہ مانگی جو نفع نہ پہنچائے ، " اللھم انی اعوذبک من علم لاینفع " نبوی اساسیات تعلیم میں تیسری اور اہم چیز ، حاصل کردہ علم پر عمل کرنا ہے ۔ قرآن مجید نے عالم بے عمل کو اس گدھے سے تشبیہ دی ہے جس کی پیٹھ پر بڑی بڑی کتابوں کا بوجھ لدا ہو : " کمثل الحمار یحمل اسفارا " (۷)۔

ایسا عالم اس چراغ سے مماثل قرار دیا گیا ہے جس کی روشنی خود اس کی شب تاریک میں سحر نہ کرسکے ۔ ایسا علم جس سے نہ تو خود آشنائی حاصل ہو ، نہ کائنات میں موجود مظاہر قدرت اکا مشاہدہ کے عرفان رب حاصل ہو ، ایسا علم جو انسانیت کی فلاح وبہبود اور اصلاح ورہنمائی کی بجائے ضلالت وگمراہی تباہی وبربادی ، ظلم وجبر اور ناانصافی کا سبب بنے ، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمی ترجیحات واساسیات میں " جہالت " کا درجہ رکھتا ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے علم کے حصول کی تلقین وہدایت فرمائی اور اس میں اضافہ کی دعا فرمائی جو فلاح ونجات اور ہدایت و نفع کا موجب بنے اور عارضی زندگی کے مقابلے میں حیات ابدی کے لئے زاد راہ ثابت ہو ۔ ان تین اساسی نظریات تعلیم کو اختیار اور ان کی تعلیم دینے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نظام تعلیم ترتیب دیا اور اسوہ عمل عطا فرمایا ، وہ یہ تھا کہ سب سے پہلے بلاتفریق جنس ، نسل اور عمر ہر مسلمان پر حصول علم فرض قرار دیا ، ارشاد فرمایا ، " طلب العلم فریضة علی کل مسلم " (حدیث) متعلم کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم سعادت کی خوشخبری دی کہ :

" من سلک طریقا یلتمس فیه علما سهل اللّٰه له به طریقا الی الجنة "

جو حصول علم کے راستے پر چلا ، اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردے گا) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ بلکہ بے شمار برکتوں اور سعادتوں سے مشتاقان علم کو نوازا ۔

طالبان علم کے لئے اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ وہ اہل علم کی قدر کریں ، عزت وتوقیر سے پیش

ان کے ساتھ عاجزی وانکساری کا اظہار کریں اور جو علم حاصل ہو اس پر عمل کے ساتھ اس کی اشاعت کا بھی اہتمام کریں۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ: "علم ضائع ہوجاتا ہے اگر عالم کی قدر نہ کی جائے، عالم کسی کو اپنے علم سے سیراب کئے بغیر مرجائے یا علم میں جھوٹ کی آمیزش کردی جائے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معلم کو اپنے اسوہ عمل سے یہ بنیادی تعلیم اور تربیت عطافرمائی کہ معلم کا کام اپنے شاگرد اور مخاطب کو پوری خیرخواہی، نیک نیتی اور اصلاح کے جذبے کے ساتھ تعلیم عطا کرتا ہے۔ معلم نہ تو چوب دار ہے، نہ لٹھ بردار۔ اس کا منصب اس امر کا متقاضی ہے کہ وہ محبت، شفقت اور نرمی کے ساتھ مخاطب وشاگرد کی ذہنی صلاحیت اور اس کے ماحول و مقتضیات کے مطابق حکمت اور موعظہ حسنہ کےذریعے اسے زیور تعلیم سے آراستہ کرے۔ معلم کےسامنے اس کا تعلیمی نصب العین " معرفت الٰہی " اور ہدف " رضائے الٰہی" واضح ہونے چاہیں۔ جس کی بنیاد پر وہ اصلاح احوال،اصلاح ذات اور اصلاح معاشرہ کا منصب سرانجام دے۔ تعلیم دیتے ہوئے اجروجزاء کی آس و امید کی بجائے بھرپور مشنری جذبہ ہی اس کے پیش نظر رہنا چاہئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضع کردہ تعلیمی نظام میں تین درجات اختیار فرمائے۔ اولاً: عام لوگوں کی تعلیم، ثانیاً: خصوصی تعلیم ومختلف علوم میں مہارت (Specialization) ثالثاً: خواتین کی تعلیم۔ ان تین دائروں بالخصوص علوم و فنون کی تعلیم، جس میں تحریر وکتابت، تعلیم بالغاں، آلات حرب کی تیاری کا فن اور جنگی حکمت عملی کے طریقے، اخلاقیات، معاشرت، صحت وصفائی کے بنیادی نکات، طبی وزرعی امور، چھوٹے بچوں کی نفسیات اور ان کی تعلیم وتدریس کے حوالے "سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیلی تعلیمات وہدایات کا تذکرہ کتب سیرت میں موجود ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترویج اور توسیع علم کے لئے جو معمول اپنایا ان میں:جمعہ کے خطبات، مختلف نمازوں کے اوقات میں خصوصی وعمومی مجالس کا اہتمام، مکہ میں " دارارقم" میں درسگاہ کی تشکیل اور مدینہ طیبہ میں " صفہ" کی درسگاہ کی تعمیر، مختلف قبائل اور علاقوں میں معلمین کا تقرر، مختلف قبائل کے آنے والے وفود کی خصوصی تعلیم کا اہتمام شامل تھا۔ یقیناً آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین، کامل اور مثالی معلم تھے۔ حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" مارایت معلما قبله ولا بعده احسن تعليمامنه " (میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہترین تعلیم دینے والا معلم نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد میں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان انقلابی اور دوررس تعلیمی نظریات واقدامات کا نتیجہ تھا کہ عرب کی سرزمین جہاں اسلام سے پہلے صرف ۱۷

افراد معمولی پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ ایک بہت بڑا تعلیمی انقلاب دیکھتے ہی دیکھتے برپا ہوا، سینکڑوں لوگ قرآن و حدیث، فقہ و سیرت کے نہ صرف عالم بلکہ امام بن گئے۔ کاتبان وحی اور محرران مکاتب نبوی کے علاوہ خواندہ مردوں کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ ساتھ خواتین کا نمایاں طبقہ بھی زیور تعلیم سے آراستہ ہوا۔ قرون اولیٰ میں ۱۵۴۳ محدث خواتین کا تذکرہ کتب تاریخ میں موجود ہے۔ نبوی تعلیمی انقلاب کی داستان تاریخ کے ہزاروں نہیں، لاکھوں صفحات پر مرقوم ہے۔ دور نبوت میں روشن ہونے والی علم کی یہ شمع ۱۴۰۰ سال سے دنیا کے ہر علم وفن میں واضح اور اساسی تبدیلیاں لے کر آئی اور تعلیم کے معمولات و نظریات نبوی کو اسوہ عمل بنانے والے دنیا کی علمی ترقی و عروج، شعور وآگہی کا مرکز و محور اور تقلید کے لائق بنے۔ یہی اسوہ عمل آج کے ہی نہیں، ہر دور میں تعلیمی ترقی اور اس کے ذریعے زندگی کے ہر شعبہ میں درست راہ عمل کے تعین اور دنیا وآخرت میں فوز و فلاح کا ضامن ہے۔ وائے افسوس! قومی وملی سطح پر یہ فقط ہمارا عقیدہ ہی ہے۔ طرز عمل نہیں! دورجدید میں علم کی اہمیت سے کس کو انکار ہے؟ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ علم کی ترویج واشاعت کو تعلیمات نبوی کے تابع بنایا جائے۔ علم کو کاروبار نہیں، جذبہ اور مشن سمجھا جائے، نسل کی تعلیم وتربیت اور تشکیل کردار کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ تب ہی حقیقی تعلیمی انقلاب اور خودوخدا آشنا علم سے فیض یاب ہوا جاسکے گا اور تعلیمات نبوی پر عمل ممکن ہوگا۔

حوالہ جات

(۱) الجمعہ: ۲ (۲) یوسف: ۷۶ (۳) الانعام: ۸۰ (۴) الانعام: ۳ (۵) آل عمران: ۲۹ (۶) النور: ۱۹ (۷) الجمعہ: ۵

بقیہ صفحہ 54 سے

کو بقیہ مال دینے کا فتویٰ دیا لیکن ان کی متاخرین نے بھی بیت المال کے منتظم نہ ہونے کی وجہ سے تیسری صدی ہجری کے بعد رد پر فتویٰ دیا اس لئے اب اس پر عملاً اجماع ہے۔ میں غامدی صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے اپنے آپ کو علمی بے راہ روی سے بچائیں۔ یہ راستہ آگے بہت پرخار بن جاتا ہے۔ اپنوں سے آدمی کٹ جاتا ہے، غیروں کا آدمی منظور نظر بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات شیطان کو اس کے ان حالات کے پیش نظر اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کا موقع مل جاتا ہے۔ جہاں تک علمی خدمات کا تعلق ہے بلاشبہ یہ بہت مبارک کام ہے اگر عند اللہ قبولیت کا شرف پاسکے اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ آدمی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کی حتی الامکان کوشش کرے اور پھر بھی ڈرتا رہے یعنی ڈر ڈر کے کام کرے اور کام کرتے کرتے ڈرتا رہے یہی ہمارے اسلاف کا شیوہ ہے اور اسی میں کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ غامدی صاحب کو رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو عقل سلیم کی دولت سے نوازے اور دل کی ہر قسم کی کجی سے ہماری حفاظت فرمائے۔ (آمین ثم آمین)